

# بسم الله الرحمن الرحيم

نیشنل کانفرنس

عنوان کانفرنس: معاشرتی امن و امان میں مال کا کردار

زیر انتظام: الخیر یونیورسٹی بہمبر آزاد کشمیر

عنوان مقالہ: ریاست کی مالی نگرانی کے ذریعے عوام کے لیے فلاحی معاشیات

مقالہ نگار: ڈاکٹر افتخار احمد ایم ڈی - پی ایچ ڈی (میڈیسنز)

طالب علم: ایم فل علوم اسلامیہ

الخیر یونیورسٹی بہمبر آزاد کشمیر

فون نمبر: 03467912360

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے

اللهم رب صل وسلم دائماً ابداً على حبيبك خير الخلق كله

اسلام و علیکم :

عنوانِ مقالہ: ریاست کی مالی نگرانی کے ذریعے عوام کے لیے فلاح معاشیات

اس مقالہ میں درج ذیل ذیلی عنوانات کے تحت بحث کی جائے گی۔ کم علمی اور بشری تقاضوں کی وجہ سے غلطیوں پر حاضرین سے پیشگی معذرت خواہ ہوں۔ اور اللہ رب العزت سے محو التجاہوں کہ اس معمولی سی کاوش کو میری اور میرے اساتذہ کرام کی بخشش کا ذریعہ بنا دے

(آمین)

اور اس ادنیٰ سی کاوش کو محض ایک کاغذی کاروائی نہیں بلکہ ریاست اسلامی پاکستان کے لیے بالخصوص اور امت مسلمہ کے لیے بالعموم ذریعہ نجات بنادے اسلامی دنیا کو وہ معاشی عمل پھر سے شروع کرنے کی توفیق اور طاقت عطا فرمادے جس کو ترک کر کے وہ محتاجی اور ذلت و رسوائی کی اتھاہ گہرائیوں میں کھو چکی ہے۔

نوٹ: آیات قرآنی اور احادیث نبوی ﷺ کا صرف مفہوم درج کیا گیا ہے۔

شریعت مطہرہ کے اہم ترین بنیادی مقاصد میں تحفظ مال بھی اہم ترین مقصد ہے جس کے لیے ریاست اسلامی مکمل طور پر پابند ہے۔ کیونکہ جب تک ریاست اپنی نگرانی میں معاشی منصوبے اور روزگار کے ساتھ ساتھ شریعت کی عائد کردہ پابندیوں اور حصول معاشیات میں آسانیاں پیدا نہیں کرتی وہ ریاست مدینۃ الفاضلہ نہیں کہلا سکتی بلکہ وہ مدینۃ الجاہلیہ کہلائے گی۔ یہ سارا عمل کیسے کارفرما ہوگا درج ذیل میں اس پر تفصیل سے بحث کرتے ہیں۔

۱: اسلامی ریاست کا دستور العمل - ۲: ریاست کی اقتصادی پالیسی قرآن اور حدیث کی روشنی میں - ۳: عہد نبوی ﷺ میں فلاح معاشیات -

۴: عہد خلافت راشدہ میں فلاحی معاشیات -

۵: اسلامی ریاست کی معاشی ذمہ داریاں مسلم دانشوروں کی نظر میں - ۶: اسلامی معاشی نظام مستشرقین کی نظر میں - ۷: حاصل بحث

۶: تجاویز -

۱: ریاست اسلامی کا دستور العمل۔

ریاست اسلامی کا بہت ہی واضح دستور سورہ الحج سورہ نمبر ۲۲ آیت نمبر ۴۱ میں دے دیا گیا ہے۔

ارشادِ بانی ہے۔

ترجمہ: وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ صحیح صحیح نماز ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، نیکی کا حکم کرتے ہیں

اور برائی سے روکتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہر سارے کاموں کا انجام ۱۔

## پیر محمد کرم شاہ الازہری ضیا القرآن میں رقمطراز ہیں:

وہ کون لوگ ہیں جن کے تحفظ کا قدرت خود ذمہ لے رہی ہے۔ اور جن کو اپنی نصرت کے مژدہ سے خورسند کیا جا رہا ہے۔ کے ان کی حکومت اور ان کا اقتدار منفرد نوعیت کا ہے۔

اس آیت کریمہ میں انہی کا تعارف کرایا جا رہا۔ ریاست اسلامی کی بنیادی ذمہ داریوں کا تعین فرمایا گیا ہے۔ جب یہ مسندِ اقتدار پر بیٹھتے ہیں تو اپنے رب کی یاد سے غافل نہیں ہوتے، جب ملک کے خزانوں کی کنجیاں ان کے ہاتھوں میں ہوتی ہیں تو وہ ان خزانوں کو اپنے ذاتی آرام و اسائش اور عیش و عشرت میں صرف نہیں کرتے۔ ان کے اقتدار کے جھنڈوں کے نیچے بدکاری اور فسق و فجور پروان نہیں چڑھتا بلکہ زمامِ حکومت ہاتھ میں لینے کے باوجود ان کا سرِ نیاز اپنے پروردگار کے حضور انتہائی عجز و تذلل سے جھکا رہتا ہے۔ ان کی دولت غریبوں اور مسکینوں کی ضروریات کی کفیل ہوتی ہے۔ جہاں ان کے مبارک قدم پہنچتے ہیں وہاں نیکی اور تقویٰ کے چمنستان لہلہانے لگتے ہیں۔

غور فرمائیے اسلامی حکومت کی برکات کا کتنا واضح اور حسین بیان ہے۔ اسلامی رہنماؤں کے فرائض کی کیسی جامع فہرست ہے۔ اور ان کے لیے کتنا جامع دستور العمل ہے جس کی موجودگی میں اگر اسلامی ریاست کے رہنماؤں کو کسی نئے دستور کی تلاش ہے تو یہ ان کی اپنی سمجھ کا قصور ہے۔ ۲۔

## ۲: اسلامی ریاست کی اقتصادی پالیسی قرآن وحدیث کی روشنی میں:

ریاست اسلامی کی اقتصادی و معاشی پالیسیوں کا انتظام و انصرام عہدِ نبوی ﷺ کے آخری دور میں مکمل طور پر واضح اور نافذ العمل ہو چکا تھا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں احکامات قرآنی اور فرامینِ نبوی ﷺ ہر دور کی اسلامی ریاست کے لیے قابلِ عمل ہیں۔

معاشی مساوات کے بارے میں ارشادِ خداوندی ہے:

”دنیاوی زندگی میں ہم نے لوگوں کے وسائل معاش تقسیم کر دیئے ہیں اور ایک دوسرے کو فوقیت عطا کی ہے۔“  
بخیلوں کو دھمکی دیتے ہوئے فرمایا گیا کہ: ”جو لوگ بخل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی بخل کا حکم دیتے ہیں اللہ نے اپنے فضل سے جو کچھ دے رکھا ہے اس کو چھپاتے ہیں یا درکھو کہ ہم نے کافروں کے لیے ذلیل کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔“  
ذخیرہ اندوزی کے بارے میں فرمایا:

”جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب کی خبر دے دیجیے۔ جس دن سونا چاندی کو آگ میں تپایا جائے گا اور پھر اس سے ان کے پہلوں پیشانیوں اور مٹھیوں کو داغا جائے گا اور کہا جائے گا یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لیے جمع کر رکھا تھا۔“

فضول خرچی سے منع کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: ”کھاو پیو اور فضول خرچی سے کام نہ لو اللہ تعالیٰ فضول خرچوں کو پسند نہیں کرتا۔“  
”رشتہ داروں غریبوں اور مسافروں کو ان کا حق دو اور فضول خرچی نہ کرو۔“  
سود خوروں کو سزا کی وعید دیتے ہوئے فرمایا گیا کہ:

اللہ اور اس کا رسول ﷺ سود خوروں کے خلاف اعلان جنگ کرتے ہیں۔  
زکوٰۃ کے ذریعے اقتصادی نظام کو بہتر بنانے کے لیے فرمایا:

”جو زکوٰۃ تم اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے دیتے ہو ایسے ہی لوگ اپنے مال کو دگنا کرنے والے ہیں۔“  
اس عظیم معاشی انقلاب کے لیے باقاعدہ حکم صادر فرمایا۔ ”اے محمد ﷺ مسلمانوں کے مال سے زکوٰۃ وصول کریں اور ان کو پاک صاف کر دیں۔“

گردش دولت کے لیے اسلام میں قانون وراثت نافذ کیا گیا۔

ریاست اور لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ:  
”دولت مالداروں سے لی جائے گی اور ان کے محتاجوں میں تقسیم کی جائے گی۔“

”ان کے مالوں میں حق ہے مدد مانگنے والوں اور رزق سے محروم رہ جانے والوں کے لیے۔“

ارشادِ نبی کریم ﷺ ہے کہ: ”جو شخص مر جائے اور اس کے ذمہ قرض ہو اور وہ اسے ادا کرنے کے قابل مال نہ چھوڑے تو اس کا ادا کرنا میرے (اسلامی ریاست) کے ذمہ ہے اور جو مال چھوڑ جائے تو اس کے وارثوں کا حق ہے۔“

### ۳: عہدِ نبوی ﷺ میں ریاستی معاشی نگرانی۔

عوامی فلاح و بہبود اسلامی ریاست کا طرہ امتیاز ہے عوام کو مالی پریشانیوں سے مکمل آزادی اسلامی ریاست کا بنیادی جزو ہے، اور حفاظت مال شریعتِ مطہرہ کے اعلیٰ ترین مقاصد میں سے ایک اہم ترین مقصد ہے۔ مال کی نگرانی کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مالیاتی اداروں کے باہر حفاظتی اہلکار کھڑے کر دیے جائیں، بلکہ شریعت نے حفاظتِ مال کے لیے مکمل دستور دیا ہے کہ کسی کا مال ناحق نہ کھایا جائے۔

### عہدِ نبوی ﷺ میں ریاستی محاصل کی پانچ قسمیں تھیں۔

۱: غنیمت ۲: زکوٰۃ ۳: فے ۴: جزیہ ۵: خراج۔

۹ ہجری میں زکوٰۃ کو اسلامی معشیت کی بنیاد قرار دیا گیا اور یکم محرم الحرام کو آپ ﷺ نے باقاعدہ عاملین کی تقرری فرما کر تاقیامت اس عمل کا اسلامی ریاست کو پابند بنادیا کہ زکوٰۃ کی وصولی و تقسیم سربراہ ریاست کا اولین اور بنیادی فرض ہے، جسے وہ کسی قیمت پر نظر انداز نہیں کر سکتا جس کی تصدیق خلیفہ اول نے معانین زکوٰۃ کو قتل کر کی۔

عرب میں ظہور اسلام سے قبل جان و مال کی حفاظت کی کوئی ضمانت نہ تھی، جس کو جو چاہتا تھا قتل کر دیتا تھا اور جس کا مال چاہتا تھا چھین لیتا تھا۔

خطبہ حجۃ الوداع میں ان دونوں کی حرمت قائم کر دی گئی۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

تمارا خون اور تمارا مال تاقیامت اسی طرح حرام ہے جیسے یہ دن اس مہینہ میں اور اس شہر میں حرام ہے۔ ۳

انسانی مال و جان کی حرمت و حفاظت کا جو معیار اسلام نے قائم کر دیا ہے وہ قیامت تک اسلامی ریاست کا دستور العمل رہے گا۔ ظہور اسلام سے قبل عرب کی مالی حالت کس قدر غریب تھی اس کا ذکر علامہ نعیم صدیقی نے (محسن انسانیت) میں کیا ہے۔

ابتداء اسلام کے وقت عرب کی اکثریت نہ صرف معاشی انحطاط کا شکار تھی بلکہ اخلاقیات نام کی کوئی چیز یہاں موجود نہ تھی۔ کسی بھی قوم کی اگر معاشی حالت ابتر ہو جائے تو وہ تمام اخلاقی اصول و ضوابط کو یکسر فراموش کر دیتی ہے۔ اور اس کے سامنے صرف ایک ہی سوال ہوتا ہے (روٹی) چاہے قتل کر کہ ملے یا جسم و جان بیچ کر۔

عرب کی کثیر التعداد بدوی آبادی تو بالکل ہی خستہ حال تھی اور بیشتر صحرائی آبادی خانہ بدوش تھی اور اکثریت لوٹ مار کے پیشہ سے منسلک تھی۔ پیٹ کی آگ بجھانے کے لیے گاوہ کا شکار کرتے، ٹڈیاں اور چھپکلیاں تک کھا جاتے، مردہ جانوروں کا گوشت، جما کر خشک کیا ہوا خون اور سوکھا ہوا چمڑا تک بھون کر کھا جاتے۔ زندہ جانوروں کے جسم سے گوشت کاٹ کر کھا لیتے، سرے سے حرام و حلال کا کوئی تصور نہ تھا۔

ہجرتِ مدینہ کے فوراً بعد حضور ﷺ نے جہاں بیشتر ریاستی امور پر بھرپور توجہ دی وہاں معاشی معاملات کو ہمیشہ مقدم رکھا۔ غزوہ

بدر سے لے کر غزوہ حنین تک اللہ تعالیٰ نے جہاں بیشمار مالی انعامات عطا کیے وہاں مال غنیمت کے بھی انبار لگائے گئے۔ اسلامی فوج نے جگہ جگہ سے سمٹی ہوئی دولت کو قید سے نکالا اور گردش میں ڈال دیا۔ اسلامی ریاست نے تمام ان طبقاتوں سے جو زمینوں، موویٹوں اور تجارتی سرمایہ کے مالک تھے مسلمان ہونے کی صورت میں زکوٰۃ اور غیر مسلم ہونے کی صورت میں خراج اور جزیہ کی آمدنیاں حاصل کیں اور ان آمدنیوں (خصوصاً زکوٰۃ) کا ایک عظیم حصہ غریب طبقاتوں کے لیے مخصوص کر دیا، ہر سال غلے، کھجوروں اور موویٹوں کی ایک بڑی مقدار امراسے غربا کی طرف منتقل ہونے لگی۔

مدینہ کی مرکزی سوسائٹی میں سماجی مساوات کے ساتھ ساتھ اقتصادی اخوت (Economic Brother Hood) کا انتہائی کامیاب تجربہ محسن انسانیت ﷺ نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ سارا عرب دیکھ رہا تھا کہ گھروں سے اکھڑے ہوئے لوگ، تہی دست غلام، فاقہ مست بدو اور اللہ مست نوجوان جب اسلام کے سایہ رحمت میں چلے جاتے ہیں تو ایک طرف تو وہ بڑے بڑے خاندانی اشراف کے ساتھ شانے سے شانہ ملا کر کھڑے ہوتے ہیں اور دوسری طرف ان کی ساری پریشانیوں کا مداوا ہونے لگتا ہے۔ ٹھکانہ بھی مل جاتا ہے، روزگار بھی پیدا ہو جاتا ہے، اسلحہ بھی مل جاتا ہے کبھی نہ کبھی سواری بھی مہیا ہو جاتی ہے اور نکاح کے لیے بھی راستے نکل آتے ہیں۔

پھر اسلامی نظام اخوت و معاشیات کی یہ برکات صرف مدینہ تک محدود نہ تھیں بلکہ آہستہ آہستہ سارا عرب ان سے یکساں فیضیاب ہونے لگا۔ ۴

محسن انسانیت ﷺ نے عرب کے عام انسان کو ملوث خاطر رکھ کر ذاتی طور پر بھی حد درجہ جود و سخاوت کا مظاہرہ کیا اور باحیثیت صدر ریاست بھی بڑی فراخ دلانہ اور کریمانہ پالیسی اختیار کی۔ ذاتی ملکیت میں کبھی کوئی مال جمع نہ رہنے دیا، حکمران کی حیثیت سے بیت المال میں کبھی کوئی چیز نہ پڑی رہنے دی۔ حضور ﷺ کی نگاہ میں اصل اہمیت انسان کی تھی اور دولت کو انسانیت کی خادمہ قرار دیا۔

ایک مشہور واقعہ ہے کہ ایک بدو آیا اور حضور ﷺ کی چادر مبارک کھینچ کر کہنے لگا: محمد ﷺ یہ مال خدائی مال ہے تمہیں کچھ اپنے مال یا اپنے باپ کے مال سے نہیں دینا ہے لاوا ایک بار شتر مجھے لدا دو، اس مجسمہ رحمت نے قدرے سکوت کے بعد ٹھنڈے انداز میں فرمایا میں بیشک یہ مال خدا کا ہے اور میں اس کا غلام ہوں۔ پھر حکم دیا کہ ایک بار شتر جو اور ایک بار شتر کھجوریں مدد کو دی جائیں۔ معاشی بد حالی میں پسے ہوئے لوگوں کو سنبھالنا اور ان کو ذہنی پستی سے نکالنا اسلام کے بالکل اصولی تقاضوں میں شامل تھا۔ انسانی معاشرے کے وہ طبقات تو بڑے ہی قابل رحم ہوتے ہیں جو معاشرے کے ظلم کی وجہ سے پیٹ کے مسئلہ میں اس بری طرح گھرے ہوتے ہیں کہ اعلیٰ تقاضوں پر توجہ کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔

عہد نبوی ﷺ میں ریاست اسلامی کے تعینات کردہ عمال محاصل۔

عہد نبوی ﷺ میں اگرچہ مسلمانوں کا جوش ایمان ہر قبیلہ کو اپنے زکوٰۃ و صدقات خود لاکر پیش کرنے پر آمادہ کر دیتا تھا۔

لیکن ایک وسیع ملک کے محاصل کی تحصیل کے لیے ایک باقاعدہ نظام کی ضرورت تھی اس ضرورت کے لیے آنحضرت ﷺ

ہر قبیلہ میں صدقہ و زکوٰۃ کے محصل مقرر فرمائے۔ ۵۔ (ابوداؤد ج ۳ باب ۱ رزاق العمال)

یکم محرم الحرام سنہ ۱۱ ہجری کو حضور ﷺ نے ۲۳ عاملین زکوٰۃ کی باقاعدہ تقرری فرما کر مکمل معاشی نظام قائم کر دیا۔ یہ عاملین ملک بھر سے زکوٰۃ، صدقات اور عشر اکٹھا کرتے اور ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیتے۔ یہ سارا عمل حضور ﷺ کی نگرانی میں مکمل ہوتا۔ ۶۔ (ترمذی کتاب الزکوٰۃ و بخاری، جلد اول صفحہ ۲۰۱)

عہد نبوی ﷺ میں عمال کی تعیناتی اور ان کا جائزہ

ریاستی فرائض میں سب سے مقدم فرض عمال کا احتساب ہے۔ عہد نبوی ﷺ میں جب عمال زکوٰۃ و صدقات وصول کر کے لاتے تھے تو آپ ﷺ ان کا جائزہ لیتے تھے کہ انہوں نے کوئی ناجائز طریقہ کار اختیار تو نہیں کیا۔ ایک مرتبہ ایک صحابی ابن اللہیہ رضی اللہ عنہ جو صدقہ وصول کر کے لائے تھے جائزہ لیا تو انہوں نے کہا کہ یہ مال مسلمانوں کا ہے اور یہ مجھ کو ہدیہ ملا ہے جس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ گھر بیٹھے بیٹھے تم کو یہ ہدیہ کیوں نہ ملا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے عام خطبہ دیا۔ جس میں اس کی سخت ممانعت فرمائی۔ ۷۔ (بخاری کتاب الاحکام ج ۲ ص ۱۰۶)

۴: عہد خلافت راشدہ۔

نبی ﷺ کے وصال کے فوراً بعد خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دور خلافت شروع

ہوتے ہی عرب و عجم میں فتنوں نے سراٹھالیا تھا اور نوزائیدہ اسلامی ریاست کے لیے بہت پرخطر حالات پیدا ہو گئے تھے ایک طرف جھوٹے مدعیان نبوت کا خطرہ بڑھ گیا تو دوسری عرب کے کچھ قبائل نے حکومت کو زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔

ایسے نامساعد حالات میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جس مقصد کو ترجیح دی وہ ریاستی عملداری یعنی (Writ Of The State) تھی۔ آپ نے برملا اعلان فرمادیا کہ جو بھی ریاست کو زکوٰۃ دینے سے انکار کرے گا میں اسے قتل کروں گا۔ اس سلسلہ میں آپ سے واسطہ حدیث شریف قیامت تک مسلمان حکمرانوں کے لیے مشعل راہ ہے اور آپ کی یہ سنت تقریباً چھ سو سال تک اللہ کی سرزمین پر نافذ العمل رہی۔ یہ تھا وہ عمل جس کو نافذ کر کے ریاست کی نگرانی میں فلاحی معاشیات قائم کی گئی۔ اور جس کی مثال قیامت تک قائم رہے گی۔

مفہوم حدیث:

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب آپ ﷺ وفات پا گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں عرب کے بعض قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا جس پر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ان سے جنگ کروں گا اور ان کو قتل

کروں گا۔ جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کس طرح لوگوں سے جنگ کریں گے جبکہ اللہ کے نبی ﷺ کا ارشاد ہے ”مجھے لوگوں سے اس وقت تک جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے جب تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کا اقرار نہ کر لیں، چنانچہ جس شخص نے یہ کلمہ پڑھ لیا اس نے مجھ سے اپنی جان و مال کو محفوظ کر لیا۔ الا یہ کہ از روئے اسلام اس پر کوئی (جانی و مالی) حق ہو اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے“

اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”خدا کی قسم میں ہر اس شخص کو قتل کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا۔ بخدا اگر ان لوگوں نے مجھے بکری کا ایک بچہ بھی دینے سے انکار کیا جو نبی ﷺ کو دیا کرتے تھے تو میں ان کو قتل کروں گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بعد میں فرمایا ”خدا کی قسم کے اصل بات یہ تھی کہ خدا نے حضرت ابو بکر کا سینہ کھول دیا تھا اور مجھے اس کی معرفت دے دی تھی۔ کہ فیصلہ درست تھا۔“ ۸ (بخاری، ۲۴ کتاب الزکوٰۃ باب وجوب الزکوٰۃ)

یہ تھی اسلامی ریاست کی عملداری یعنی (Writ & Sovrenty of the State) جس سے فلاحی معیشت پروان چڑھتی ہے اور ریاست کی نگرانی کے ذریعے عوام کے لیے فلاحی معاشیات قائم ہوتی ہے۔

عہدِ فاروقی رضی اللہ عنہ میں نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں کے ساتھ بھی معاشی فلاح کا ایسا رویہ اختیار کیا گیا جس کی مثال نہیں ملتی۔

وسیع تربیت المال کا قیام عمل میں لایا گیا۔ گھر گھر ضرورت مندوں کی ضروریات باہم پہنچائی جاتیں۔ تمام محاصل کو اس قدر محفوظ کرنے کے طریقے وضع کیے گئے اور ان پر عمل کیا گیا جس سے اسلامی ریاست بنی نوع انسان کے لیے ایک محفوظ ترین جگہ بن گئی۔ تاریخ اسلام قیامت تک حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے معاشی فلاحی منصوبوں سے تک جگمگاتی رہے گی۔

ایک مرتبہ شام کے سفر میں کسی مقام پر دیکھا کہ ذمیوں پر سختی کی جا رہی ہے، سبب پوچھا تو معلوم ہوا کہ جزیہ ادا نہیں کیا گیا پوچھا کیوں؟ معلوم ہوا ناداری کی وجہ سے فرمایا چھوڑ دو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ لوگوں کو تکلیف نہ دو جو لوگ دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں اللہ انہیں قیامت میں عذاب دے گا۔ ۹ (کتاب الخراج ص ۷۱)

مسلمانوں کی امانت یعنی بیت المال کی حفاظت کا اتنا انتظام تھا کہ آج شاید اس کے واقعات افسانہ معلوم ہوتے ہیں۔ بیت المال کی ایک ایک پائی بے محل صرف نہ ہوتی۔ اس کی ایک ایک امانت کی حفاظت بہ نفس نفیس فرماتے تھے، اس کے ایک ایک اونٹ کو بمعہ حلیہ کے درج رجسٹر کراتے تھے۔ ۱۰ (طبقات ابن سعد ص ۱۹۸)

یہی حال حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دورِ خلافت میں رہا۔ عہدِ بنو عباس تک اسلامی ریاست



عوام کی معاشی فلاح کے لیے حکومت کی کوششیں اور مال کی نگرانی پر بھرپور توجہ مرکوز رہی اور بہت کم ایسے خلفاء مسند خلافت پر قلیل مدت کے لیے براجمان ہوئے جو عوام الناس کی معاشی حالت سے ناواقف ہوں۔

## 6: اسلامی ریاست کی معاشی ذمہ داریاں مسلم دانشوروں کی نظر میں:

نویں صدی عیسوی کے سیاسی مفکر

### ابن ابی الربیع:

ابن ابی الربیع دولت اور سلطنت کے عنوان میں رقمطراز ہیں:

جس وجہ سے کوئی شخص اپنے لیے دولت حاصل کرنا چاہتا ہے وہ دراصل اس اختیار کی خواہش ہے جس کی مدد سے وہ چاہتا ہے کہ اسے مویشیوں اور سبزیوں کی مصنوعات کو پر امن طور پر حاصل کر کے اپنی زندگی آرام دہ بنائے۔ وہ ایک بہت صحیح اور جدید نکتہ پیش کرتا ہے جب وہ کہتا ہے کہ افراد کے لیے مصنوعات کو حاصل کرنا ہی فرماں روا میں تحریک پیدا کرتا ہے کہ وہ اپنی ریاست کے اقتدار کو بڑھائے اور سلطنتیں قائم کرے۔ لیکن یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ ریاست کے لیے دولت کی ضرورت انفرادی ضرورت سے بالکل مختلف اور نمایاں ہے۔ اس لیے کے ایک عادل فرماں روا کو دولت کی ضرورت اپنی ذاتی طمع کی تشفی کے لیے نہیں ہوتی بلکہ اپنی ریاست کی سرحدوں کی حفاظت کے لیے ہوتی ہے کہ وہ جسے برائی سمجھتا ہے اس کا خاتمہ کرے۔ مظلوموں اور غریبوں کی طاقت کو بڑھائے۔ جو لوگ قرضوں کی ادائیگی نہ کرنے کی بنا پر قید میں ڈال دیئے گئے ہیں انہیں رہا کرنے اور حکومت کو اس طرح منظم کرے کہ رعایا کی حالت بہتر ہو۔ ۱۱ (اسلامی ریاست کے نئے فکری زاویے ص ۱۰۶)

### ابو الحسن الماوردی:

مختلف ذمروں کے ٹیکسوں کو کس طرح استعمال کیا جائے:

الماوردی قرآن کی سورہ توبہ آیت نمبر ۶۰ کے تناظر میں بیان کرتا ہے کہ ”صدقات یعنی زکوٰۃ و خیرات تو مفلسوں اور محتاجوں اور کارکنان صدقات کا حق ہے اور ان لوگوں کی تالیفِ قلوب منظور ہے، اور غلاموں کو آزاد کرانے میں اور قرضداروں کے قرض ادا کرنے میں اور خدا کی راہ میں اور مسافروں کی مدد میں مال خرچ کرنا چاہئے۔ ۱۲ (اسلامی ریاست کے نئے فکری زاویے ص ۱۴۱)

### نظام الملک طوسی:

مالگزاری نظام کی مد میں ایک عام قاعدہ وضع کرتے ہیں کہ خواہ کسی ضلع کے محاصل کا ٹھیکہ نیلام کے ذریعے دیا گیا ہو یا

نہیں مستاجر کو اس بات کی اجازت نہ ہونی چاہیے کہ وہ اس رقم سے کے جو واجب ہو اس سے ایک دمڑی بھی زیادہ وصول نہ کرے۔ آسامیوں کو شاہی حضور میں بازیابی کی پوری آزادی ہونی چاہیے، محصل کو یہ بات پوری طرح معلوم ہونا چاہیے کہ وہ اور اس کا آقا یعنی بادشاہ محض رعایا کی فلاح کے لیے ہیں۔ وہ ذرہ برابر بھی صحیح طرز عمل سے منحرف ہوں تو حکمران کو انہیں برخاست کر دینا چاہیے۔ اہلکاروں کو تین سالوں سے زیادہ مدت کے لیے کوئی ضلع سپرد نہ کرنا چاہیے تاکہ وہ کہیں خود کو زیادہ محفوظ سمجھنے لگیں اور آذاندہ ہو جائیں۔ ۱۳ (اسلامی ریاست کے نئے فکری زاویے ص ۱۶۰)

## امام غزالی رحمۃ اللہ :

امام غزالی تصور ریاست کا ارتقا میں واضح اور قطعی طور پر کہتے ہیں کہ مالیہ کی وصولی کے لیے ایک محصول ہونا چاہیے۔ جو وصولی نرم دلی اور عدل کے ساتھ کرے، ایک تشخیص کرنے والا ہونا چاہیے جو آمدنی کی مقدار معلوم کر کے مالیہ متعین کرے۔ ایک خازن ہونا چاہیے کہ وصول شدہ آمدنی جس کی تحویل میں رکھی جائے اور ایک بخشی ہو جو منظور شدہ رقم لوگوں کو تقسیم کرے۔ یہ بات انتہائی اہم ہے ایک بادشاہ یا امیر ہو جس کے ہاتھ امور سلطنت کی باگ ڈور ہو جو تمام عہدوں پر تقرری کر سکے اور دیکھے کہ مالی معاملات میں انصاف برتا جا رہا ہے۔

غزالی کے خیال میں جتنی رقم کی قانوناً اجازت ہے اس سے اگر ایک حصہ بھی زیادہ وصول کیا جائے تو وہ قطعاً خارج از اختیار ہو گا۔ یہاں تک کے ایسے معمولی ذرائع جیسے جرمانا یا مسلم حکمران سے خراج وصول کرنا غیر قانونی ہے۔ وہ یہاں تک کہتے ہیں کہ جسے شاہی خزانے سے تنخواہ ملتی ہو اسے یہ دیکھنا چاہیے کہ جو رقم اسے ادا کی جا رہی ہے وہ ایسی غیر قانونی مد سے تو نہیں آرہی ہے ورنہ اس کی تمام املاک داغدار ہو جائے گی۔ ۱۴ (اسلامی ریاست کے نئے فکری زاویے)

## امام ابن تیمیہ:

امام تیمیہ کے ہاں معاشی فکر جا بجا ملتی ہے ان کا کہنا ہے کہ خدا نے ہر چیز بنی نوع انسان کے لیے پیدا کی ہے۔ آپ امام کو ملت کی جملہ معاشی سرگرمیوں کا سرچشمہ قرار دیتے ہیں۔ مختلف پیشوں کو منظم کرنے کی ذمہ داری امام کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جو لوگ کوئی کاروبار یا پیشہ اختیار کرنا چاہتے ہیں وہ ریاست سے اجازت نامہ حاصل کرنے کے بعد ہی ایسا کر سکتے ہیں۔ پیشہ یا کاروبار پر اس پابندی کو وہ دو وجوہ کی بنیاد پر حق بجانب قرار دیتے ہیں۔ کسی کاروبار میں لوگوں کی تعداد میں بے ہنگم طوراً اضافہ معاشی خلل پیدا کرے گا اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تاجروں کو نقصان اٹھانا پڑے گا۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر تاجروں کو اپنی تجارت بغیر کسی پابندی کے کرنا ہے تو اس کے نتیجہ میں دو بے انصافیاں ہوں گی ان لوگوں کے ساتھ بے انصافی جن سے سامان خریداجائے گا اور ان لوگوں کے ساتھ جن کو یہ مال فروخت کیا جائے گا۔ قیمتوں کا جہاں تک تعلق ہے ابن تیمیہ

کہتے ہیں ”اگر یقین ہو جائے کہ اشیاء کی قیمتیں اپنے ذاتی فائدے کے لیے من مانے طور پر بڑھائی گئی ہیں تو پھر قیمتیں متعین کرنا ریاست کا فرض ہے۔ ان کے خیال میں والیان حکومت کو کتاب و سنت کے مطابق زکوٰۃ، مال غنیمت اور دوسرے مالیات وصول کرنے کا حق حاصل ہے۔ زکوٰۃ کی رقم میں سے قوی اور روزی کمانے والے شخص کو ادائیگی نہ کی جائے۔ کسی کا جائز قرض ادا کیا جائے۔ وہ مال غنیمت میں سے تمام شریک جنگ افراد کو مساوی حصے کا حقدار ٹھہراتے ہیں۔

ان کے نزدیک جزیہ، رقم مصالحت، غیر مسلم حکومت کے تحفے، حربی تاجروں کے تجارتی مال پر دسواں حصہ یا ذمی تاجر پر بیسواں حصہ، تجارتی ٹیکس، کفار سے وصول کردہ جرمانے، لاوارث مال، اموال، مغضوبہ، فے کی قسمیں۔ ان کے خیال میں یہ رقوم مصالح امت، اسلامی لشکر عمال حکومت، مفاد عامہ، قلعوں پلوں اور سڑکوں کی تعمیر پر خرچ ہونی چاہیے۔ ۱۵

(اسلامی ریاست کے نئے فکری زاویے)

## اسلامی معاشی نظام کے متعلق مستشرقین کی رائے:

اسلام نے دنیا کو جو نعمتیں عطا کی ہیں ان سے مشرک بھی انکار نہیں کر سکتے۔ اسی طرح اسلام کے معاشی فلاحی نظام کو بھی دنیا کفر انسانیت کے لیے باعث فلاح تصور کرتی ہے۔ یہاں چند ایک مستشرقین کی تحریروں پر نظر ڈالتے ہیں۔

تھامس آرنلڈ اپنی تصنیف دعوت اسلام میں لکھتا ہے۔

نظام زکوٰۃ اسلام کا ایک دینی فریضہ ہے جو بڑی باریکی اور جزر سی سے اسلامی معاشرے میں اخوت و بھائی چارہ پیدا کرتا ہے۔ جس میں ہر رنگ و نسل کے مسلمان برابر ہیں اور ایک نیا مسلمان ہونے والا شخص اسلام قبول کرتے ہی وہی مرتبہ حاصل کر لیتا ہے جو ایک قدیم مسلمان کا ہے۔ بلاشبہ یہ نظام ایک منفرد اور بے مثل معاشی نظام ہے۔

لیوڈروش کہتا ہے کہ: اسلام دو عالمی اجتماعی مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔ اولاً ایک نظام اخوت قائم کر کہ اجتماعی تشکیل دیتا ہے، ثانیاً زکوٰۃ فرض قرار دیکر اغنیاء کے مال سے فقراء کا حق مقرر کر دیا ہے۔ یہاں تک کہ اگر اغنیاء نہ دیں تو فقراء زبردستی لے سکتے ہیں۔

## خلاصہ بحث:

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ ”اجتماعی معاشی نظام اور نظام حکومت“ کے درمیان چولی دامن کا ساتھ ہے کیونکہ کسی بھی اقتصادی نظام کے صالح اور فاسد ہونے کا اس سے واسطہ سوسائٹی کے نظام اور نظام حکومت سے بخوبی آشکارا ہو سکتا ہے۔ مثلاً۔

۱۔ اگر کسی جماعت یا سوسائٹی میں مذموم سرمایہ دارانہ روح کا فرما ہے تو اس کے نظام حکومت میں ایسا معاشی نظام عالم وجود میں آئے گا جس کے ذریعے سرمایہ دارانہ اصولوں کی سر بلندی حوصلہ افزائی اور قانونی ذرائع سے ان اصولوں کے لیے ہمہ قسم کی سہولت کا وجود پذیر ہو سکے۔

۲۔ اور اگر جماعتی زندگی میں اشتراک عمومی کا نظریہ جاری و ساری ہے تو بلاشبہ اس نظام حکومت میں وہ معاشی نظام منصفہ شہود پر آئے گا جس میں آمدنی اور ذرائع آمدنی میں انفرادی ملکیت کا سد باب کیا گیا ہو۔ یا اور اگر کسی سوسائٹی کے نظام، اجتماعی میں صرف حیات دنیا اور حصول لذات دنیا ہی زندگی کا مقصد و حید قرار پا گیا ہو تو اس کے نظام حکومت میں ”معاشی نظام“ کا سنگ بنیاد ایسے فلسفہ پر مبنی ہوگا جس میں خدا، مذہب اور معاد کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہوگی۔ اور بلاشبہ اس معاشی نظام میں طبقاتی جنگ ایک ضروری شے قرار پائے گی۔

۳۔ اگر جماعت نظام اجتماعی کی بنیاد معاش اور معاد دونوں سے واسطہ ہے بلکہ صالح معاشی نظام کی ضرورت ہے۔ وہ اس نظریے کے ماتحت سمجھتی ہے کہ اس کے بغیر انسان نہ خدا کا سچا فرمانبردار بن سکتا ہے اور نہ مخلوق خدا کا ہمدرد نہ ایسی حالت میں وحدت عالم کا داعی ہو سکتا ہے۔ تو یقیناً اس کے نظام حکومت میں ایسا معاشی نظام بروکار آئے گا جو فلسفیانہ موشگافیوں، خوبصورت معاشی نظریوں اور عملی نظام میں بڑے بڑے دفاتر، محکموں، بجٹ اور اعداد شمار کی فراوانیوں کے بجائے اپنے اندر مخلوق خدا کی عام خوشحالی، باہمی اخوت اور اخلاق کریمانہ کی سر بلندی رکھتا اور ان کا کفیل و ضامن بنتا ہے۔ ۱۶

## تجاویز:

اگر حکومت اور عوام اجتماعی کوشش کر کے کسی بھی مسلمان ریاست کے اندر زکوٰۃ و عشر کا حکومت کی نگرانی میں اجتماعی نظام کر لیں وہ ریاست حقیقی معنوں اسلامی فلاحی ریاست (مدینۃ الفاضلہ) کا درجہ بڑی آسانی سے حاصل کر سکتی ہے۔

## مصادر و مراجع:

- ۱: الحج ۲۲: ۴۱
- ۲: الازہری: پیر کرم شاہ: ضیاء القرآن ج ۳ ص ۲۲۰
- ۳: مسلم کتاب الحج باب حجة الوداع
- ۴: نعیم صدیقی: محسن انسانیت
- ۵: ابو داود ج ۳ باب ۱ رزاق العمال
- ۶: ترمذی کتاب الزکوٰۃ و بخاری، جلد اول صفحہ ۲۰۱
- ۷: بخاری کتاب الاحکام ج ۲ ص ۱۰۶
- ۸: بخاری، ۲۴ کتاب الزکوٰۃ باب وجوب الزکوٰۃ
- ۹: کتاب الخراج ص ۷۱
- ۱۰: طبقات ابن سعد ص ۱۹۸
- ۱۱: اسلامی ریاست کے نئے فکری زاویے ص ۱۰۶
- ۱۲: اسلامی ریاست کے نئے فکری زاویے ص ۱۴۱
- ۱۳: اسلامی ریاست کے نئے فکری زاویے ص ۱۰۶
- ۱۴: اسلامی ریاست کے نئے فکری زاویے
- ۱۵: اسلامی ریاست کے نئے فکری زاویے ص ۱۶۰
- ۱۶: مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی: اسلام کا اقتصادی نظام











